بے لاگ احتساب کا طریقہ سیرت طیبہ ؐ کی روشنی میں

ڈاکٹر مسز بشریٰ بیگ

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے عقل غیاب وجستجو۔ عشق حضور واضطراب

ختم المرسلین ﷺ نے عدل واحتساب، عفت ، دیانت کے جن اصولوں پر اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی تھی وہ خلیفہ راشد حضرت عمر بن خطابؓ کے دور خلافت میں دنیا کی واحد سپر پاور بن گئی، اسلام کے جاں نثاروں نے شمع حق کو بجھانے کے درپہ ایران وروم کو فیصلہ کن شکستیں دے کران کی سلطنتوں کا شیرازہ بکھیر دیا۔ کبرونخوت، ظلم وزیادتی کی بنیاد پر حکومتیں کبھی مستحکم نہیں رہتیں۔ جس سلطنت یا مذہب کی بنیاد ظلم وزبردستی پر ہو وہ کبھی دیرپا نہیں ہوتی۔

کیوں نہ اعجاز محمدؐ کے ہوں قائل اغیار کرلیا ایک زمانہ کو مسخر اپنا

اسلام نے جو عادلانہ ومحتسبانہ تعلیمات دیں ان کی بدولت مسلم ہی نہیں غیر مسلم بھی یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہوئے!

مسٹر ہولڈرسن لکھتے ہیں! حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات ہی کی یہ خوبی ہے کہ اس میں وہ تمام اچھی باتیں ہیں جو دیگر مذاہب میں نہیں پائی جاتیں۔ (۱)

موسیو کاسٹن کہتا ہے! روئے زمین سے اگر قرآن کی حکومت جاتی رہی تو دنیا کا امن وامان کبھی قائم نہیں رہ سکتا۔ (۲)

والٹر مسین ڈی ڈی نے کہا! مسلمانوں کا مذہب جو قرآن کا مذہب ہے ایک ایسا مذہب ہے جو امن وسلامتی کا مذہب ہے اور اس کا نام اسلام ہے۔ (۳)

بقول ایک غیر مسلم شاعر منشی روپ کشور نامی سہارنپوری کے

پی ایچ ڈی اسلامیات، فاضل عربی

رسولوں میں محمد مصطفیٰؐ تم سب سے برتر ہو قسم آب کوثر ہو شفیع روز محشر ہو

جارج برنارڈ شاہ نے اسلام کے اسی ہمہ گیر نظام عدل و احتساب سے متاثر ہوکر کہا تھا!

> میری خواہش ہے کہ اس صدی کے آخر تک برطانوی ایمپائر کو محمد ﷺ کی تعلیمات مجموعی طور پر اپنا لینی چاہئیں۔ انسانی زندگی کے حوالہ سے محمد ﷺ کے افکار و نظریات سے احتراز ممکن نہیں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مذہب کے بارے میں یہ پیش گوئی کرتا ہوں کہ یہ کل کے یورپ کے لئے اتنا ہی قابل قبول ہے جتنا کہ آج کے یورپ کے لئے جو اسے قبول کرنے کا آغاز کر چکا ہے۔(۴)

اسلام کے نظام عدل اور نظام احتساب کی یہی وہ خوبیاں ہیں جنہیں عہد حاضر میں نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک ایسا احتسابی نظام جو مؤثر بے لاگ اور حقیقی ہوتا کہ اس کے ثمرات جلد اور دیرپا ظاہر ہوں۔ اور یہ اسی وقت مؤثر ہوگا جبکہ سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کرتے ہوئے حقیقی شکل میں نافذ کیا جائے۔ جس کے دائرہ اثر سے معاشرہ کا کوئی طبقہ مستثنیٰ یا محفوظ نہو، اس کے حقیقی نمونے عہد نبوی ﷺ و عہد خلفاء راشدینؓ میں واضح طور پر ملتے ہیں، جہاں ایک معمولی شخص بھی کھڑا ہوکر حضرت عمرؓ کا احتساب کرتے ہوئے کہتا تھا! اے عمر سب کے پاس ایک چادر ہے آپ کے پاس دو چادریں کہاں سے آئیں؟ جب تک آپ اس کی وضاحت نہیں کرتے ہم آپ کی کوئی بات نہیں سن سکتے، اور پھر دنیا نے دیکھا اس عظیم خلیفہ نے فوراً اپنے بیٹے کو گواہی کے لئے کھڑا کیا اور بتایا کہ مجھے بھی ایک ہی چادر ملی تھی میرے بیٹے نے یہ دیکھتے ہوئے کہ میرے طویل جسم پر ایک چادر کافی نہیں، اپنی چادر بھی مجھے عنایت کر دی ہے، یہ سن کر وہ دیہاتی کہتا ہے! ہاں ہم اب آپ کی بات بھی سنیں گے اور اطاعت بھی کریں گے۔

کے خلاف باتوں کی ممانعت کرنے والا'' (۱۳)

اردو لغت میں ''محتسب'' کے متعلق لکھا ہے! ''حساب لینے والا وہ حاکم جو خلاف شرع باتوں کی ممانعت کرے۔ حاکم شرعی، مفتی، قاضی، کوتوال''۔ (۱۴) کہیں کچھ اضافے اور تصریح کے ساتھ اس طرح اظہار کیا گیا:

''حساب لینے والا، خلاف شرع باتوں کی ممانعت کرنے والا حاکم، کوتوال جو اوزان اور پیمانوں کی پڑتال کرے اور خلاف شرع باتوں کو روکے''۔ (۱۵) عربی کی ایک لغت میں ہے کہ محتسب اس شخص کو کہتے ہیں، جو شہر میں اموال وغیرہ کی نگرانی کے لئے تعینات ہو: **المحتسب : مامور فی البلد ینظر فی امواله وغیرھا۔ (۱۶)**

نیز محتسب اس عہدے کا نام ہے، جس پر اسلامی ممالک میں کوئی ایسا امیر متعین ہوتا تھا، جس کے ذمے امور عامہ کی نگرانی تھی، مثلاً قیمتوں کے اتار چڑھاؤ اور اخلاقی امور کی نگہداشت۔ **منصب کان یتولا فی الدول الا سلامیة رئیس یشرف علی الشئون العامة من مراقبة الا سعار و رعایة الاداب۔ (۱۷)**

ان مختلف المعانی مگر مجموعی تاثر کی حامل وہ تعریف ہے، جو ۱۳۷۹ھ میں عالم اسلام کے تہتر نامی گرامی اور جید علماء کرام نے اسلامی ریاست کے نظم ونسق کے موضوع پر ایک لائحہ عمل طے کرنے والی کانفرنس میں کی۔ اس میں بتایا گیا کہ!

> ''محتسب وہ شخص ہے، جس کے متعلق رواج اسلام اور نفاذ احکام شریعت کیا گیا ہوتا کہ وہ جس بدعت وخلاف شرع بات کو اعلانیہ لوگوں میں پائے، اول نرمی اور بعد ازاں بہ سختی منع کرے۔'' (۱۸)

یہ تمام تعریفیں بہرصورت محتسب کو، حساب لینے والا، ثابت کرتی ہیں۔ وہ خلاف شرع باتوں کی چونکہ ممانعت کرتا ہے، اس لئے اس کی حیثیت شرعی امور کے نگہبان کی ہوتی ہے۔ ماضی کے مختلف ادوار میں یہ فریضہ کبھی مفتی وقاضی اور بعض حالات میں کوتوال شہر انجام دیا کرتے تھے، چنانچہ محتسب کی تعریف میں انہیں داخل کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کی گئی۔

درحقیقت محتسب کی ذمہ داری ہی یہ ہوتی تھی کہ وہ شرعی امور کی پابندی کی تلقین کرتا رہے اور خلاف شرع باتوں کی ممانعت، وہ اوقات نماز اور احترام رمضان کی پابندی کراتا تھا، اس اعتبار سے امور دینیہ کے ایک باعزت و بااختیار محکمے کا سربراہ ہوتا تھا۔ اس کا نام ان امور میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر رہا، جو بقول امام ابن تیمیہ گورنروں، قاضیوں اور انتظامیہ کے عمال کے دائرہ اختیار سے باہر تھے۔(۱۹) شرعی امور کی نگہبانی میں اسکی حیثیت مسلمہ تھی۔ ابن قیم کی تصریح کے مطابق وہ لوگوں کی طرف سے دعویٰ کی پرواہ اور پابندی کے بغیر اپنا فرض سرانجام دیتا تھا۔(۲۰) اور ظاہر ہے کہ شریعت کا کوئی محافظ ہی ہر قسم کے دباؤ اور خوف سے بے نیاز ہوکر اپنی ذمہ داریاں نبھا سکتا ہے۔ وہ حسبۃ للہ اور احتساباً باللہ اپنے فرائض ادا کرتا ہے، اس لئے اسے ''محتسب'' کہتے ہیں۔ فارسی زبان کی ایک مشہور مثل ہے کہ! محتسب را درون خانہ چہ کار،

مقصودِ بیان یہ ہے کہ کسی کو خواہ محتسب ہو، دوسرے کے اندرونی معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق حاصل نہیں، مگر محتسب صرف ان امور میں مداخلت کرتا ہے جن پر شریعت اسلامی نے کوئی قدغن لگائی ہو اور معروفات و منکرات کے امتیاز کے حوالے سے ان کی تلقین کی گئی ہو۔

محتسب کا شرعی امور کا نگہبان تسلیم کیا جانا، اس کی تعریف کا ایک روشن پہلو ہے۔ مزید تائید فارسی کی اس ضرب المثل سے ہوتی ہے کہ محتسب کو خود بھی شریعت کا پابند ہونا چاہئے۔ اگر کوئی شخص کہ محتسب ہی کیوں نہ ہو، بذات خود معروف و منکر کا پابند نہ ہو، کسی دوسرے بڑے آدمی کے برے کام پر اس کی گرفت نہیں ہوسکتی، محتسب گرمے خورد معذور دار دست را''

عہد حاضر کے مولفین کو بھی محتسب کی اس تعریف سے انکار نہیں۔ وہ محتسب کو شرعی امور کا نگہبان قرار دیتے ہیں اور ان کے نزدیک اس کی ذمہ داریاں احکام شریعہ سے متصل ہیں:

المحتسب امام للمجتمع الاسلامی الذی یامر
بالمعروف و ینهی عن المنکر، و من الوظائف

المتصلة بالاحکام الشرعیة وظیفة المحتسب-(۲۱)

گرانی، ذخیرہ اندوزی، شراب نوشی و شراب فروشی، دیگر منشیات کی فروخت، قمار بازی، جوئے بازی، فحاشی، آوارگی، اور غلط اوزان اور پیمانوں وغیرہ کا استعمال چونکہ از روئے شریعت منع ہے اور یہ جرائم قابل مواخذہ ہیں، اس لئے مذہب اور اخلاق سے متعلق ایسے بیشتر امور عامہ کی دیکھ بھال کا فریضہ محتسب کو تفویض رہا۔ محتسب کی تعریف کرنے والوں میں غیر مسلم بھی شامل ہیں۔ ایک نے لکھا ہے!

Muhtsib; A superintendent of market and police; an officer appointed to take cognizance of improper behaviour, as of indecency, drunkenness, gambling and of the sale of intoxicating drugs and liquors and false weights and measures.(22)

محتسب پولیس اور مارکیٹ کا منتظم، ایک بااختیار افسر جو لوگوں کے نامناسب اور غیر مہذب طور طریقے مثلاً آوارگی، شراب نوشی، جوئے بازی اور نشہ آور ادویات اور اشیاء اور غلط اوزان اور پیمانوں پر کڑی نظر رکھے۔

محتسب کی تعریف میں قریب قریب یہی مفہوم قدرے مختلف الفاظ میں جان پلیٹس (John T. Platts) کے ہاں ملتا ہے:

(Mohtasib) the inspector of the markets, and of the weights and measures etc; the superintendent of the police, who examines weights etc. and prohibits unlawful games,

drinking and the like; a a censor. (23)

اوزان اور پیمانوں کے علاوہ غیر شرعی اور غیر قانونی حرکات مثلاً جوئے بازی اور شراب نوشی وغیرہ امور عامہ سے متعلق ہیں، اس اعتبار سے محتسب کی تعریف میں ''نگران امور عامہ'' کے الفاظ بے جا نہیں۔ یہ فریضہ کبھی تو منڈیوں کا انسپکٹر انجام دیتا اور کبھی ناظم شرطہ، یہ دونوں منصبی حیثیتیں محتسب کو حاصل رہیں۔ چنانچہ محتسب کی تعریف میں Superintendent of Police (۲۴) اور Adminstration of Police (۲۵) کے الفاظ شامل کر لئے گئے، جو محتسب کے کردار اور مقام کے تعین کے لئے ضروری ہیں۔

امور عامہ میں بالخصوص، اوزان و پیمائش کی نگرانی کا فریضہ محتسب کی تعریف کو جاندار اور وزنی بنا دیتا ہے، کیونکہ محتسب کی یہ حیثیت اس کے شرعی و دینی منصب کے ساتھ ساتھ اس کے کردار سے غالب انداز میں منسلک رہی ہے۔ اسے حاکم کی طرف سے یہ فرض سونپا جاتا تھا:

ومحتسب البلد مامور من طرف الوالی لمناظرۃ ضبط الموازین والا سعار ونحو ذلک۔ (۲۶)

عہد اسلامی کے ہندوستان کی بیشتر مثالوں سے بھی محتسب کی اس تعریف کی تائید ہوتی ہے۔ غیر منقسم ہندوستان میں محتسب کے منصب کو ایک معزز عہدہ کی حیثیت حاصل تھی۔ ''محتسب علاقے کی کوتوالی کے علاوہ علم و تحقیق کے کاموں میں مشغول رہتا تھا۔'' (۲۷) بعض محتسبان ہند نرخ نولیس بھی تھے اور: نرخ نولیس بازار کے اتار چڑھاؤ کے اعداد و شمار براہ راست مرکزی حکومت کو بھیجتا تھا۔ ناپ تول کے پیمانوں کی پڑتال بھی اس کے فرائض میں شامل تھی۔ وہ ایک قسم کا پرائس کنٹرول انسپکٹر ہوتا تھا۔ Reconer اور Censor اس میں کلام نہیں کہ محتسب کی زیادہ تر تعریف شرعی امور یا امور عامہ کے نگران عہدیدار کے طور پر کی گئی ہے، جو مسلمان حکمرانوں کی طرف سے مذہبی اور اخلاقی امور کی دیکھ بھال اور نگہداشت

کے لئے مقرر کیا جاتا تھا۔ یعنی محتسب:

The Public censor of religion and morals who is appointed by a muslim ruler to punish muslims for neglecting the rites of thelr religion.(28)

مذہبی اور اخلاقی معاملات میں عوام کی نگرانی کرنے والا، جس کی تقرری مسلم سربراہ مملکت کے حکم سے عمل میں لائی جاتی تھی اور وہ مسلمانوں کو دینی شعائر سے پہلو تہی پر سزا دیتا تھا۔

احتساب کی شرعی تعریفات: امام ماوردی اور قاضی ابو یعلی الفراء نے احتساب کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

هوامر بالمعروف اذاظهر تركه ونهى عن المنكر اذا ظهر فعله-(۲۹)

کسی اچھائی کا ترک اور کسی برائی کا ارتکاب اگر کھلم کھلا تو اس کا سد باب احتساب ہے۔

امام غزالی نے کچھ اس طرح تعریف کی ہے: ''حقوق سے متعلق کسی غلط کام کے ارتکاب سے روکنا تا کہ مرتکب رک جائے۔'' (۳۰)

ابن خلدون نے احتساب کو مذہبی منصب قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

هی وظيفة دينية من باب الامر بالمعروف و النهى عن المنكر (۳۱)

''احتساب دینی عہدہ ہے اور اس کا تعلق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ہے۔''

پروفیسر ساجد الرحمٰن صاحب کے بقول:

اکابر کے کارناموں یا ان کے ان حالات زندگی پر ہوتا تھا جو جنگی معاملات یا تفصیلات سے متعلق ہوا کرتے تھے۔ اس ضمن میں ''سیرۃ بن ذی یذن'' کے نام بیان کئے جاسکتے ہیں۔ جن میں کی معرکہ آرائیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسلام کے بعد لکھی جانے والی اکابرین کی سوانح عمریاں بھی سیرت کے عنوان سے معروف ہوئیں۔ مثلاً سیرۃ معاویہ و بنی امیہ، سیرۃ عمر بن عبدالعزیز وغیرہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم سے ہی عربی زبان میں سیرت کے معنی اصطلاحی طور پر سوانح عمری اور فرد متعلقہ کے کارناموں کا تذکرہ رہے ہیں۔ (۳۵)

اردو زبان میں سیرت کے معنی: سیرت کا لفظ علم تاریخ کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اردو زبان میں سیرت کا لفظ عربی زبان ہی سے آیا ہے۔ لیکن اردو میں اس کے معنی عادت، خصلت، وصف یا ہنر کے ہیں۔ (۳۶) اسی طرح سوانح حیات کے لئے بھی یہ لفظ مستعمل ہے۔ اسی لئے اکابرین کی سوانح حیات بالخصوص مذہبی شخصیات پر لکھی گئیں کتب کو بھی سیرت ہی کہا گیا ہے۔ مثلاً سیرت خلفاء راشدین، سیرت النعمان وغیرہ۔

سیرت کا عام معنی ومفہوم: سیرت کے عمومی معنی اب حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ مخصوص ہوگئے ہیں اور عمومی طور پر تمام دنیا میں یہ لفظ آپ ﷺ کی سوانح مبارکہ وحیات طیبہ کے لئے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ جہاں کہیں بھی سیرت کے حوالہ سے کسی جلسہ محفل یا کتاب کا ذکر ہوتا ہے تو ذہن ازخود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راغب ہوجاتا ہے۔ اہل ایمان خواہ کوئی بھی زبان بولتے ہوں، کسی بھی علاقے میں رہتے ہوں، وہ سیرت کا لفظ اب اسی مفہوم میں استعمال کرتے ہیں۔ اس کا واضح ثبوت وہ بین الاقوامی کانفرنسیں ہیں جو دنیا کے مختلف ممالک میں منعقد ہوتی ہیں۔ (۳۷)

سیرت کے قرآنی معنی: قرآن کریم میں سیرت کا لفظ صرف ایک مقام پر مستعمل ہوا ہے، چنانچہ سورہ طہٰ میں ارشاد ہوتا ہے!

سنعید ھا سیر تھا الأ ولی- (۳۸)

ترجمہ: ہم اس کو اس کی پہلی حالت پر کردیں گے۔

مذکورہ آیت قرآنی میں واقعہ طور کا ذکر کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کا ذکر ہوا ہے کہ جب وہ لاٹھی زمین پر ڈالتے ہی بحکم باری تعالیٰ سانپ بن گئی تو بارگاہ الٰہی سے حکم ہوا کہ ڈرو مت اس کو پکڑ لو۔ ہم اس کو پہلی حالت پر کر دیں گے۔ یہ مفہوم اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ قرآن حکیم میں سیرت کا لفظ بمعنی اصلی حالت یا ہیت استعمال ہوا ہے۔ معلوم ہوا لغوی اعتبار سے لفظ سیرت کا اطلاق اگر بمعنی ''قرآن'' کبھی انسان کے لئے کیا جائے تو اس سے مراد اس کی حالت بمعنی شکل و شباہت اور عمل و کردار ہوگی۔ یوں بھی انسان اپنی ساخت کے اعتبار سے نہیں بلکہ اپنی مخصوص شکل و شباہت اور عمل و کردار سے ہی شناخت کیا جاتا ہے۔ لیکن بسا اوقات اس کے کردار و عمل سے ناواقفیت، شکل و شباہت سے واقف ہونے کے باوجود اس کی حقیقی شناخت کو چھپائے رکھتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی اصل حالت یا ہئیت اس کے کردار و عمل میں مضمر ہوتی ہے۔ اسی حقیقت کی نشاندہی قرآن میں اس طرح کی گئی:

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناه
اسفل سافلین (۳۹)

ترجمہ: بے شک ہم نے انسان کو احسن تقویم پر تخلیق کیا، پھر اس کو (اعمال بد کی بنا پر) پھیر دیا کم تر سے کم تر کی طرف۔

یعنی انسان کو احسن تقویم پر پیدا کیا گیا لیکن وہ اپنے برے اعمال کی بدولت کم سے کم تر ہو جاتا ہے۔ اور وہ انسان جو اپنے خالق کے احکامات پر عمل کرتا ہے اس کے رسول کی اتباع کرتا ہے تو وہی کبھی نہ ختم ہونے والے اجر عظیم کا مستحق بن جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کسی بھی انسان کی اصلی ہئیت و حالت کو جاننے کے لئے اس کے اعمال و افعال کا تجزیہ اور مطالعہ ضروری ہوتا ہے۔ اسی کو ''سیرت'' کہا جاتا ہے۔ (۴۰) قرآن کریم میں حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کے بڑے واضح اور جامع نقوش موجود ہیں۔ لیکن کہیں بھی انہیں سیرت کا عنوان نہیں دیا گیا، چونکہ قرآن کتاب سیرت نہیں ہے، بلکہ کتاب ہدایت ہے اور اس ہدایت کی عملی تفسیر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والا صفات ہے۔ جس کو قرآن کریم میں تمام

انسانیت کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ (۴۱)

بے شک رسول اللہ (ﷺ) کی زندگی میں تمہارے
لئے بہترین نمونہ ہے۔

یعنی آپ ﷺ کی مطہر زندگی تمام نوع انسانیت کے لئے ایک مکمل اور جامع نمونہ ہے۔ جس سے ہر شخص اپنے شعبہ زندگی میں مکمل رہنمائی اور روشنی حاصل کرسکتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کو خلق عظیم کا حاصل قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

انک لعلٰی خلق عظیم - (۴۲)

بے شک آپ ﷺ اخلاق کے اعلٰی درجہ پر فائز ہیں۔

قرآن مبین آپ ﷺ کو سراجاً منیرا قرار دیتا ہے۔(۴۳) گویا آپ ﷺ کی ذات امت کے لئے مشعل راہ ہے، جس پر چل کر ہر قسم کی مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کیا جاسکتا ہے اور جس کی اتباع کر کے ہر زمانہ میں کامیابی کے دروازے کھولے جاسکتے ہیں۔

سیرت النبی ﷺ کی وہ جامع تعریف جس پر میں اس مقالہ میں اعتماد کر رہی ہوں : شاہ عبدالعزیزؒ نے سیرت النبی ﷺ کی جو تعریف کی ہے یہ اپنے مفہوم میں انتہائی وسعت رکھتی ہے، فرماتے ہیں:

جو کچھ ہمارے پیغمبر ﷺ اور حضرات صحابہؓ کی عظمت اور
ان کے وجود سے متعلق ہو جس میں آنحضرت ﷺ کی
پیدائش سے وفات تک کے واقعات بیان کئے گئے
ہوں وہ سیرت ہے۔(۴۴)

اس تعریف میں. نبی ﷺ کے ساتھ صحابہؓ بالخصوص خلفاء راشدینؓ کی سوانح کو بھی سیرت النبی ﷺ کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ اس کی تائید مولانا مناظر احسن گیلانیؒ کی تعریف سے بھی ہوتی ہے۔ لکھتے ہیں:

جس کی وجہ سے تاج وتخت، قصور ومحلات، حاجب ودربان، حشم وخدم، بڑی بڑی تنخواہوں والے حکام ختم ہو گئے۔

﴿۳﴾ انصاف کی حقیقت کو نافذ کیا، جس سے انصاف کا حصول آسان اور خود انصاف سستا ہو گیا۔ انصاف کا مقصد ٹھہرا کمزور کی حمایت اور فریقین مقدمہ کی باہمی صلح اور اصلاح۔

﴿۴﴾ آپ ﷺ نے انسانی حقوق کی مساوات کا اعلان کیا۔

﴿۵﴾ اجتماعی کوششوں سے حاصل ہونے والے سرمایہ دولت (بیت المال) کو عوام کی دولت قرار دیا۔

﴿۶﴾ آپ ﷺ نے انتظامی حلقے قائم کئے، مدینہ کو دار السلطنت بنایا، اطراف کے لئے حکام کا تقرر کیا اور تقرر کا معیار یہ قرار پایا کہ کیرکٹر اول درجہ کا ہو کام کی اہلیت ہو، علم سے بہرہ مند ہو، اور مفاد عامہ کے لئے کام کرے۔

﴿۷﴾ آپ ﷺ نے شوریٰ کو سلطنت کے کاموں کی روح قرار دیا، حکومت کے مزاج میں مرکزیت، قوت اور استحکام پیدا کرنے کے بعد حکم دیا کہ کام شوریٰ سے طے کئے جائیں۔

﴿۸﴾ آپ ﷺ نے افواج کی تنظیم کی۔ جنگ میں انسانیت کے طریقوں کو جاری کیا، فتح میں انسانی خون کی قدر و قیمت کی حفاظت کی اور صلح کے وقت معاہدوں کے لئے نیا معیار قائم کیا۔

﴿۹﴾ آپ ﷺ نے مساویانہ احتساب کا نظام جاری کیا، اپنی ذات سمیت کسی کو احتساب سے بالا نہیں کیا۔

ادارہ حسبہ کی اہمیت اسلامی ریاست کے آغاز ہی میں محسوس کر لی گئی تھی، جب تک ریاست مدینہ کی حد تک محدود رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس اس اہم کام کو انجام دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ وقتاً فوقتاً بازار کا چکر لگایا کرتے اور کوئی غلط کام دیکھتے تو فوراً اصلاح فرما دیتے تھے۔ جب اسلامی ریاست مدینہ سے باہر پھیل گئی تو مدینہ منورہ میں حضرت

فاروق اعظمؓ اور مکہ مکرمہ میں سعید بن العاصؓ کو محتسب مقرر کیا گیا۔ عہدِ صدیقیؓ میں بھی حسبہ کا ادارہ نبوی منہاج پر کام کرتا رہا۔ فاروق اعظمؓ نے اس ادارہ کو بہت ترقی دی اور جا بجا مستقل محتسبین مقرر فرمائے۔ بہرحال خلافت راشدہ کے بعد بھی ہر دور میں حسبہ کا منظم ادارہ کام کرتا رہا ہے اور ہر دور میں اس کا بنیادی مقصد لوگوں کی اخلاقی اصلاح اور معاشرہ میں عدل و انصاف کے نفاذ میں دیگر عدالتی اداروں کی مدد رہا ہے میں یہاں احتساب نبویﷺ کی مثالیں پیش کرنے سے پہلے محتسب کے ہمہ گیر دائرہ اختیار کا تعارف کرانا چاہتی ہوں۔

محتسب اور ادارہ حسبہ کے اختیارات و فرائض سیرت طیبہ کی روشنی میں

﴿۱﴾ دینی و اخلاقی فرائض

i- اسلامی معاشرہ میں باطل عقائد کی کھلم کھلا تبلیغ، کتاب و سنت کی نصوص میں تحریفِ لفظی و معنوی، اسلامی مقدسات و شعائر کی توہین اور اللہ تعالیٰ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ، اہلبیت اطہارؓ کی شان میں توہین و تنقیص کو روکنا۔

ii- عبادات اور مذہبی فرائض کی ادائیگی کی دیکھ بھال کرنا، اس سلسلہ میں نماز باجماعت، جمعہ اور نماز عید کا اہتمام، مساجد و اوقاف کی خبر گیری اور آئمہ و موذنین کا تقرر وغیرہ۔

iii- عبادات سے متعلق شرعی ضوابط و آداب اور رمضان کے احترام کی پامالی پر احتساب۔

iv- نااہل افراد سے دینی مناصب مثلاً درس و تدریس اور افتاء وغیرہ کو بچانا۔

v- منشیات کے استعمال، لہو و لعب میں مشغولیت اور حرام پیشوں (کہانت وغیرہ) کے اختیار کرنے پر احتساب۔

vi- اسلامی آداب و اخلاق کی نگرانی مثلاً مردوں وعورتوں کا آزادانہ اختلاط۔

﴿۲﴾ معاشرتی و تمدنی فرائض

محتسب کا بنیادی فریضہ معاشرتی زندگی کی اصلاح ہے اس سلسلہ میں اس کے دائرہ

اختیار میں حسب ذیل امور آتے ہیں۔

I- مکانات اور دوکانوں کی تعمیر اور مرمت اس ڈھنگ سے ہو کہ وہ عوام کی سلامتی کے لئے خطرہ اور پیادہ چلنے والوں اور گاڑیوں. کے لئے رکاوٹ نہ بن جائیں۔

ii- گلیوں کی صفائی، شہر پناہ کی باقاعدہ تقسیم اور رسد رسانی بھی محتسب کے فرائض میں شامل ہے۔

iii- عوام کے لئے ضرر و مشقت کا باعث بننے والا ہر اقدام محتسب کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔

iv- اجتماعی مفاد کی کوئی چیز منہدم ہو جائے تو اس کی مرمت کے لئے علاقے کے لوگوں کو آمادہ کرنا۔

v- غیر شادی شدہ لڑکیاں اگر یہ شکایت کریں. کہ ان کے ولی کسی وجہ سے ان کی شادی نہیں کر رہے تو محتسب مداخلت کرسکتا ہے۔

vi- کوئی آقا کسی ملازم یا مزدور پر سختی کر رہا ہو تو محتسب مداخلت کرسکتا ہے۔

vii- باربرداری کے جانوروں پہ طاقت سے بڑھ کر بوجھ لادنا ضرورت سے کم چارہ دینا یا ان پر تشدد کرنا اور کرایہ کی سواریوں میں زیادہ مسافر بٹھانا،

viii- جاہل آدمی کا طبابت یا اسی طرح کا اور کوئی اہم اجتماعی پیشہ اختیار کر لینا۔

xi- پیشوں کے سلسلہ میں جگہ کی موزونیت، افراد کی اہلیت، آلات وادوات کی صحت و درستگی اور ملاوت وفریب وغیرہ کی پڑتال کرنا۔

﴿۳﴾ اقتصادی فرائض

i- محتسب کے اقتصادی فرائض کا محور ہے عوام کے اقتصادی استحصال کا خاتمہ اور معاشی عدل کا قیام۔

ii- حسبہ کا بنیادی اور مستقل فرض بازار اور منڈیوں کی جانچ پڑتال کرنا ہے۔اس میں اوزان اور پیمانوں کی دیکھ بھال، اشیائے صرف کی تیاری اور فروخت

کے دوران ظہور پذیر ہونے والی ہر ممکنہ کوتاہی، بددیانتی اور بدعنوانی پر کڑی نظر رکھنا۔

iii- سکوں کی پرکھ بھی محتسب کے فرائض میں داخل ہے۔

iv- قیمتوں پر کنٹرول اور منظور شدہ نرخوں سے زیادہ دام لینے والے تاجروں کا احتساب۔

v- قحط کے زمانے میں ذخیرہ اندوزوں کا شدید احتساب۔

vi- ناپ تول میں کمی، ملاوٹ اور دھوکہ دھی کے معاملات اور حرام سودی کاروبار کا استیصال، رشوت اور باطل امور کی بیخ کنی، نادہندوں سے قرض خواہوں کو پیسہ دلوانا۔

﴿۴﴾ قانونی فرائض

ادارہ حسبہ پر تمام فقہاء اور ماہرین نے ایک عدالتی یا نیم عدالتی ادارہ ہی کی حیثیت سے بحث کی ہے۔امام ماوردی کہتے ہیں کہ حسبہ کا ادارہ اپنے فرائض اور اختیارات کی حیثیت سے قضا اور ولایۃ المظالم کے درمیان ایک بین بین حیثیت رکھتا ہے۔حسبہ کی عدالتی حیثیت مندرجہ ذیل قانونی فرائض واختیارات پر مشتمل ہے۔

i- ذمیوں کے قانون کا نفاذ۔

ii- معاشی اور کاروباری زندگی میں دھوکہ وفریب اور بدعنوانیوں سے متعلق مقدمات کا فیصلہ۔

iii- اپنے دائرہ اختیار میں آنے والے معاملات سے متعلق پیش آمدہ نئی اور پیچیدہ صورتوں کے حل کے لئے اجتہاد سے کام لیتے ہوئے قانون کی جدید تعبیر یا نئے فروعی احکام کا استنباط۔

iv- غلط فیصلے کرنے والے قاضیوں اور حاکموں پر نکتہ چینی (بعض جراٗتمند محتسبین نے ایسا کیا۔)(۴۸)

قرآن کریم کا فیصلہ ہے کہ جب ایک معاشرہ، ظلم، فساد، رشوت، بدعہدی اور ناانصافی میں مبتلا ہو جاتا ہے تو پھر معاشرے کے وہ لوگ بھی تباہ ہوتے ہیں جو ان معاصی میں مبتلا نہ ہوں، مگر وہ معاشرے کو اس بگاڑ سے روکنے کے لئے جدوجہد نہیں کرتے، ظالم کا ہاتھ نہیں روکتے اور ذمہ داروں کے احتساب سے بے پروائی برتتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب تک آگ ان کو اپنی لپیٹ میں نہیں لے لیتی، وہ محفوظ ہیں۔ لیکن فی الحقیقت وہ محفوظ نہیں ہیں اور نہیں رہ سکتے، جب تک وہ بگاڑ کی قوتوں سے نبرد آزما نہ ہوں اور حق اور انصاف کو غالب کرنے کے لئے سردھڑ کی بازی نہ لگا دیں۔

واتقوا فتنة لا تصیبن الذین ظلموا منکم
خآصة ج واعلمّوا ان اللّٰه شدید العقاب۔
(۴۹)

اور بچو اس فتنے سے جس کی شامت مخصوص طور پر صرف
انھی لوگوں تک محدود نہ رہے گی جنہوں نے تم میں سے
گناہ کیا ہو۔ اور جان رکھو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مسلم معاشرے کی صحت و ترقی کا انحصار جس چیز پر ہے وہ قانون کی حکمرانی، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے، انصاف کا قائم کرنا خواہ خود اپنے اور اپنے اعزہ و اقربا ہی کا معاملہ کیوں نہ ہو، قانون کے نفاذ میں مکمل مساوات اور برابری، بڑے اور چھوٹے، طاقت ور اور کمزور میں عدم تفریق ہے:

یایها الذین امنوا کونوا قوٰمین للّٰه شهدآءَ
بالقسط ز ولا یجر منکم شنان قوم علیٓ الا
تعدلوا ط اعدلوا هو اقرب للتقوٰی ط (۵۰)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ کی خاطر راستی پر قائم
رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو۔ کسی گروہ

کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کردے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔
عدل کرو، یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔

یآیھا الذین امنوا کونوا قوٰمین بالقسط شھدآءَ للّٰہ ولو علیٰٓ انفسکم اوالو الدین والا قربین ج ان یکن غنیا او فقیرا فاللّٰہ اولیٰ بھما قف فلا تتبعوا الھوٰٓی ان تعدلوا ج وان تلوٗآ او تعرضوا فان اللّٰہ کان بما تعملون خبیرا۔ (۵۱)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، انصاف کے علم بردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو اگر چہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتے داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔ فریق معاملہ خواہ مال دار ہو یا غریب، اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے۔ لہٰذا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو۔ اور اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔

اور پھر اس امت اور اس کے ایک ایک فرد کی یہ ذمہ داری قرار دی کہ وہ معروف اور بھلائی کا حکم دے اور منکر و برائی سے روکنے کو اپنی زندگی کا مقصد اور شعار بنالے۔

کنتم خیر امۃٍ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللّٰہ ط (۵۲)

اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لئے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم

نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان
رکھتے ہو۔

ہر مسلمان پر فرداً فرداً اور مسلم امت اور مسلم معاشرے اور ریاست پر اپنی قدرت اور اختیار کے مطابق، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لازم کیا گیا ہے۔ اسلامی ریاست اور معاشرے میں تمام اختیارات، اقتدار اور قوت کا مقصود یہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور احتساب وعدل کا قیام ہے۔ امام ابن تیمیہؒ اس کا خلاصہ یوں بیان کرتے ہیں۔ اسلامی حکومت میں تمام اختیارات کا مقصود امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے، خواہ یہ اختیار بڑی ولایت الحرب الکبریٰ (محکمہ دفاع) کے پاس ہو، جسے سلطنت کی نیابت حاصل ہو، یا چھوٹی ولایت حرب کے پاس ہو جیسے پولیس اور قضا (عدالت) یا ولایت مال کے پاس ہو جیسے شعبہ مالیات اور ولایت احتساب۔ (۵۳) ظلم نام ہے ہر حق تلفی کا، اس کی تعریف ہی یہ کی گئی ہے کہ!

وضع الشئی فی غیر محله — یعنی جس شئے اور امر کو جو کچھ ہونا چاہئے اسے وہاں سے ہٹا دینا ظلم ہے۔ الماوردی نے ظلم کی تعریف یوں کی ہے:

> ظلم کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ نا انصافی کے ساتھ حق کو چھوڑ کر باطل کو اختیار کیا جائے اور زیادتی کرے۔ کسی نے کہا کہ کسی دوسرے کی ملکیت میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف اور حد سے تجاوز ظلم ہے۔ (۵۴)

یہ تصرف خواہ کسی فرد کی ملک یا حقوق میں ہو، یا بحیثیت مجموعی معاشرہ، ریاست اور دولت عامہ کے معاملات میں۔ مسلم معاشرے کو ظلم اور خیانت سے پاک کرنے کے لئے حسبہ اور دیوان مظالم کے ادارے وجود میں آئے۔ معاشرے کے اجتماعی حقوق و آداب سے لے کر عام انسانوں، اور خصوصیت سے کمزوروں کے حقوق کے تحفظ کو غیر معمولی اہمیت دی گئی۔ ملت کی اجتماعی دولت اور افراد کی ذاتی املاک کو ظالموں، غاصبوں، بدکردار حکمرانوں اور بددیانت عاملوں کی چیرہ دستی سے محفوظ رکھنے اور حقوق و فرائض ادا کرنے کے لئے مسلمانوں نے ایک ایسا مؤثر نظام قائم کیا جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔

خود حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ: لی الواجد یحل عرضه و عقوبته- (۵۵) مال دار آدمی کا قرض ادا نہ کرنا اس کی عزت اور سزا کو حلال کر دیتا ہے۔

موسوعہ فقہ عمرؓ میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے کہ معن بن زائدہ نے بیت المال کی مہر کے نقش پر ایک مہر بنوالی اور ایک جعلی دستاویز تیار کر کے بیت المال سے کچھ رقم حاصل کر لی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے سو درے مارے اور محبوس کر دیا۔ اس کے بارے میں کسی نے سفارش کی تو آپؓ نے اسے پھر سو کوڑے مارے۔ اس سلسلے میں بڑے اور چھوٹے، امیر اور غریب اور ذی حیثیت اور بے سہارا کے درمیان کوئی فرق نہیں بلکہ جو جتنا بڑا، قوی اور صاحب حیثیت ہے اس پر گرفت اتنی ہی زیادہ سخت ہے۔ پاکستانی قوم جس اجتماعی عذاب میں مبتلا ہے اور جس کی سزا کم و بیش ہر فرد کو بھگتنا پڑ رہی ہے۔ اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ ہم نے اللہ سے کئے ہوئے عہد وفا کی خلاف ورزی کی۔ اس کے نتیجے میں ہم ایک ہمہ گیر نظام ظلم کے شکنجے میں پھنس گئے۔ پھر اس شکنجے کو توڑ کر ظالموں اور خون چوسنے والوں سے نجات حاصل کرنے اور ان کو کیفر کردار تک پہنچانے کی جدوجہد سے بھی گریز کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ظلم سے سمجھوتہ بھی ظلم کرنے سے کچھ کم جرم نہیں۔ ظالم اور فاسق کی تعریف پر عرش الٰہی لرز اٹھتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ! افضل الجهاد من قال كلمة حق عند سلطان جائر- (۵۶) ظالم و جابر اقتدار کے مقابلے میں کلمہ حق کہنا افضل جہاد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمنعه من الظلم فذٰلک نصرک اياه -(۵۷) اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ ظالم ہو یا مظلوم۔ دریافت کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ! مظلوم ہونے کی حالت میں تو اس کی مدد کر سکتا ہوں، لیکن جب وہ ظالم ہو تب اس کی مدد کیسے کر سکتا ہوں؟ ارشاد فرمایا: تمہارا اس کو ظلم سے روک دینا ہی اس کی مدد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اتقوا الظلم فان الظلم ظلمات يوم القيامة- (۵۸) ظلم سے بچو، اس لئے کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہوگا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: من اعان ظالما بباطل ليد حض بباطله حقا فقد برئ من ذمة الله عز و جل- (۵۹) جس نے ظالم کی مدد کی تا کہ اس کے باطل کے ذریعے حق کو مغلوب کر دے تو وہ اللہ کی حفاظت سے الگ ہو گیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: من احذ شبرا من الارض ظلما فانه یطوقه یوم القیامة من سبع ارضین۔ (۶۰) جس کسی نے ظالمانہ طور پر بالشت بھر زمین لی، قیامت کے دن اس کے گلے میں سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ حضور ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ! ادوالخیاط والمخیط وایاک والغلول فانه عار علیٰ اهله یوم القیامة ۔ (۶۱) دھاگا اور سوئی تک ادا کردو اور خیانت سے بچو اس لئے کہ یہ خیانت قیامت کے دن عار اور ندامت کا باعث ہوگی۔

ایک غزوہ میں شریک مجاہد نے صرف ایک جبہ (عبا) کی حد تک خیانت کی تو جہاد جیسی عبادت بھی اس کے کام نہ آئی، اور آپ ﷺ نے فرمایا: الراشی و المرتشی کلا هما فی النار، وہ مر گیا، وہ آگ میں ہے۔ رشوت لینے اور دینے والے دونوں کے لئے جہنم کی وعید ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا! جس قوم میں خیانت کا بازار گرم ہوگا اس قوم میں اللہ تعالیٰ دشمن کا خوف اور دہشت پھیلا دے گا۔ جس معاشرے میں زنا کی وبا عام ہوگی وہ فنا کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ جس سوسائٹی میں ناپ تول میں بددیانتی کا رواج عام ہوگا، وہ رزق کی برکت سے محروم ہوگا اور جہاں ناحق فیصلے ہوں گے، وہاں خوں ریزی لازماً ہو کر رہے گی۔

بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے:

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : الا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته ۔ فالا مام الذی علی الناس راع وهو مسئول عن رعیته والرجل راع علی اهل بیته وهو مسئول عن رعیته والمراة راعیة علی بیت زوجها و ولده وهی مسئولة عنهم وعبدالرجل راع علیٰ مال سیده وهو مسئول عنه ۔ الا فکلکم مسئول عن رعیته ۔ (۶۲)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سب اپنے اپنے گروہ کے نگہبان ہو اور تم سب سے اپنے اپنے گروہ کے بارے میں احتساب کیا جائے گا۔ حاکمِ وقت جو لوگوں (کے معاملات) کی اصلاح کے لئے ہوتا ہے وہ ان کا نگہبان ہے اور ان کے (معاملات کے) بارے میں جواب دہ ہوگا۔ ہر مرد اپنے خاندان کا نگہبان ہے اور اس کے بارے میں جواب دہ ہوگا۔ عورت اپنے شوہر کے گھربار اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے اور ان کے بارے میں جواب دہ ہوگی۔ نوکر اپنے آقا کے مال ومتاع کا نگہبان ہے اور اس سے آقا کے مال ومتاع کے معاملات کی بابت پوچھا جائے گا۔ سنو! تم سب سے اپنے اپنے گروہ (سے متعلق ذمہ داریوں کی بجاآوری) کے بارے میں محاسبہ ہوگا۔

اسلام نے احتساب کے عمل کو صحیح سمت عطا کی ہے۔ اللہ جل شانہ، نے اس کائنات کو اور کارخانۂ حیات کو رواں دواں رکھنے کے لئے انسان کو ایک نظام عطا کیا ہے جس کی وہ پیروی کرے۔

آج ہمارا ملک جس ظلم وتعدی، ناانصافی اور بددیانتی، لوٹ مار اور حقوق کی پامالی کا شکار ہے، اس کے نتیجے میں فساد وانتشار اور بے چینی واضطراب کا ایک طوفان امڈا چلا آرہا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے غفلت ہے۔ ساتھ ہی انصاف سے بے پروائی، ظالموں اور غاصبوں کو کھلی چھوٹ، بڑوں اور طاقت وروں کے لئے ہر ظلم و زیادتی، حلال اور جائز اور کمزوروں اور کم حیثیت لوگوں کے خون کا آخری قطرہ بھی نچوڑ لینے کی آزادی ہے۔ اس کا حل ایک اور صرف ایک ہے۔ حقیقی، موثر اور بے لاگ احتساب!

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

اللہ کی طرف سے حضور ﷺ کا احتساب: جیسا کہ میں لکھ چکی ہوں، اللہ تعالیٰ کے ہاں احتساب سے کوئی مستثنیٰ نہیں ہے۔ حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ کی ذات بھی، اگر آپ ﷺ سے کبھی غیر اولیٰ کام بھی سرزد ہوا تو اللہ کی طرف سے فوراً تنبیہ کی گئی اور آپ ﷺ آئندہ کے لئے اس سے باز رہے۔ یہاں اختصار کی خاطر صرف چند واقعات پیش کر رہی ہوں۔

پہلا واقعہ: بے جا بیویوں کی دلجوئی پر احتساب: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی سیرت نے ہدایت کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں چھوڑا، جس طرح عورتوں کے ساتھ محبت حضور اکرم ﷺ کی سیرت میں موجود ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی زندگی نے یہ بھی بتایا ہے کہ بیوی کے ساتھ محبت خدا کی مرضی کے حدود میں رہنی ضروری ہے۔ ورنہ محبت معصیت ہوگی، ایک دفعہ چند بیویوں کی خاطر داری کے خیال سے آپ ﷺ نے شہد نہ پینے کا عہد کرلیا اور ایک دفعہ ازواج مطہرات نے سوکناپے کا مظاہرہ کر کے حضور ﷺ کو مجبور کر دیا اور آپ ﷺ نے حضرت ماریہ قبطیہؓ سے علیحدہ کا عہد کرلیا، خدا تعالیٰ کو یہ بات ناپسند ہوئی اور سورۂ تحریم کی آئتیں نازل ہوئیں۔ یآ ایھا النبی لم تحرم مآ احل اللہُ لک تبتغی مرضات ازواجک۔ (۶۳) اے نبی ﷺ! آپ نے وہ چیز اپنے اوپر کیوں حرام کرلی، جسے خدا تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے حلال کر رکھا ہے۔ محض چند بیویوں کی رضا جوئی کے لئے۔ حضور ﷺ نے اس آسمانی تنبیہ کے بعد اپنا عہد توڑا اور اس کا کفارہ ادا کیا۔ یہ واقعہ حضور ﷺ کی زندگی میں اُمت کو ہدایت دینے کے لئے پیش آیا، ورنہ اپنی فطرت کے لحاظ سے حضور کریم ﷺ کسی انسان کی خاطر ایسا کوئی فعل نہیں کر سکتے تھے۔ جو خدا کی مرضی سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔ (۶۴)

دوسرا وقعہ: عبداللہ ابن مکتوم کے واقعہ پر احتساب: دوسرا واقعہ حضرت عبداللہ ام مکتوم ہے۔ یہ بزرگ صحابیؓ بھی نادار دبے کس طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کا واقعہ یہ پیش آیا کہ جس دور میں قریش کے سردار حضور اکرم ﷺ کے ساتھ اس قسم کی بات چیت کر رہے تھے کہ ہمارے اور ان غلاموں کے درمیان اوقات کی تقسیم کر دیجئے۔ اسی دوران میں ایک روز قریش کے یہ

سردار آپ ﷺ کی خدمت میں موجود تھے کہ اتفاق سے نابینا صحابیؓ عبداللہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ حضور ﷺ قریشی سرداروں کے ساتھ گفتگو میں مشغول ہیں، انہوں نے آ کر حضور اکرم ﷺ کو آواز دینی شروع کی، حضور اکرم ﷺ کو ناگوار ہوا کہ اس وقت عبداللہؓ نہ آئے ہوتے تو اچھا تھا، بس خدا تعالیٰ کو حضور ﷺ کی یہ بے التفاتی پسند نہ آئی اور سورۂ عبس کی یہ آیات نازل ہوئیں اور ان میں خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کو فہمائش کی۔

عبس وتولی ان جاء ہ الا عمٰی ومایدریک
لعلہ یزکی اویذکر فتنفعہ الذکریٰ۔ (٦٥)

اس نے تیوری چڑھائی اور منہ موڑلیا اس بات سے کہ نابینا اس کے پاس آیا، تمہیں کیا خبر کہ شاید وہ نابینا اپنا تزکیہ کرلیتا یا نصیحت حاصل کرتا اور نصیحت اسے فائدہ پہنچاتی۔

وحی الٰہی میں خداوند عالم کی لطیف ناراضگی کا انداز دیکھو، پہلے جملے میں غائب کے صیغہ سے خطاب فرمایا، اس نے منہ موڑا کہا۔ تم نے منہ موڑا نہیں کہا۔ اس لطیف ناراضگی کے فوراً خطاب کا صیغہ بولا۔ بس اتنی ہی ناراضگی تھی زیادہ نہیں۔ ان آیات کے آنے کے بعد حضور اکرم ﷺ حضرت عبداللہ ابن ام مکتومؓ کا بیحد احترام کرنے لگے۔ عبداللہؓ جب آپ ﷺ کی خدمت میں آتے تو آپ ﷺ فرماتے: **مرحبا بمن عاتبنی فیہ ربی** - آیئے، اے عبداللہؓ! تمہاری وجہ سے میرے رب نے مجھ پر ناراضگی ظاہر فرمائی۔ ان واقعات سے معلوم ہوا کہ پیغام الٰہی نے عدل وانصاف، مساوات، اور غریبوں کی دلداری کے معاملہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کی پوری زندگی نگرانی فرمائی، اور اسی نگرانی کی وجہ سے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار، مساواتِ انسانی اور محبت خلق کا بے مثال کردار بن گیا۔ (٦٦) لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر شخص کو نبی کریم ﷺ کا احتساب کرنے کا اختیار ہے، اس لئے کہ آپ ﷺ سے بڑھ کر کوئی ذات عادل نہیں ہوسکتی، یہی وجہ ہے عبداللہ محمد بن

فرج مالکی نے اپنی کتاب اقضیۃ الرسول میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ!

غزوۂ حنین میں مال کی تقسیم میں ایک شخص نے کہا واللہ یہ ایسی تقسیم ہے جس میں انصاف نہیں کیا گیا اور اس میں اللہ کی رضا مطلوب نہیں یہ معترض بنی تمیم میں سے ذوالخویصرہ کہلاتا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا برا ہو جب میں انصاف نہ کروں تو کون کرے گا ابن سعد نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یمن سے کچھ سونا بھیجا تو آپ ﷺ نے اس کو چار حصوں پر تقسیم کر دیا، ایک چوتھائی اقرع بن حابس کو دی اور ایک چوتھائی زید الخیل کو دی اور چوتھائی علقمہ بن عاثہ اور عیینہ بن حصن فزاری کو دی۔ ایک آدمی آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا جو بے ڈول وجود والا گہری آنکھوں والا، ابھری ہوئی پیشانی والا تھا، وہ کہنے لگا میں نے ایسی تقسیم دیکھی، جس میں اللہ کی رضا مطلوب نہیں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غضبناک ہوئے۔ (۶۷)

آپؐ کا خود اپنی ذات کو احتساب کیلئے پیش کرنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم احتساب کو رائج کرنے کے لئے مختلف اوقات میں خود اپنے کو بھی احتساب و بدلہ کے لئے پیش فرماتے رہے تاکہ تمام مسلمانوں کے ذھن میں یہ فکر پیوست ہو جائے کہ کوئی شخص احتساب سے بالاتر نہیں ہے۔ یہاں بطور مثال چند واقعات ملاحظہ کریں۔

پہلا واقعہ: ابن ھشام نے لکھا ہے: ۱۷ رمضان ۲ھ غزوۂ بدر کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کی صفیں۔ درست فرمائیں۔ صف کی درستگی کے دوران ایک عجیب واقعہ پیش آیا، آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا جس کے ذریعہ آپ ﷺ صف سیدھی فرما رہے تھے کہ سواد بن غزیہ نامی صحابیؓ کے پیٹ پر جو صف سے آگے نکلے ہوئے تھے تیر کا دباؤ ڈالتے ہوئے فرمایا! سواد! برابر ہو جاؤ، سواد نے کہا! اللہ کے رسول ﷺ اپ ﷺ نے مجھے تکلیف پہنچا دی، بدلہ دیجئے آپ ﷺ نے اپنا پیٹ کھول دیا اور فرمایا بدلہ لے لو، سوادؓ آپ ﷺ سے چمٹ گئے اور آپ ﷺ کے پیٹ پر بوسہ لینے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! سواد! تمہیں اس حرکت پر کس نے آمادہ کیا؟ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ جو کچھ درپیش ہے آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں، میں نے چاہا کہ اس موقعہ پر آپ ﷺ سے آخری

سابقہ یہ ہو کہ میری جلد آپ کی جلد سے چھو جائے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعاء خیر فرمائی۔(۶۸)

دوسرا واقعہ: ایک موقعہ پر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو مال تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک آدمی آیا اور حرص کے مارے، آنحضرت ﷺ پر ٹوٹ پڑا۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی تھی، آپ ﷺ نے اس سے کونچ دیا، جس کی وجہ سے اس کے چہرہ پر معمولی زخم آ گیا۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو اسی وقت فرمایا کہ آؤ اور مجھ سے قصاص لو، لیکن اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے معاف کر دیا۔(۶۹)

تیسرا واقعہ: مصنف عبدالرزاق میں روایت ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری ایام میں لوگوں سے ارشاد فرمایا! اگر میں نے کسی کی عزت و ناموس پر حرف گیری کی ہو تو وہ میری عزت و ناموس سے بدلہ لے لے، اگر میں نے کسی کی کمر پر ضرب لگائی ہو تو وہ میری کمر پر ضرب لگا کر بدلہ لے لے، اور جس کسی سے میں نے مال لیا ہے وہ میرے مال سے لے لے۔(۷۰)

نبی کریم ﷺ بحیثیت محتسب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اصول تھا کہ دوسروں کا محاسبہ کرنے کے ساتھ خود اپنی ذات کا محاسبہ بھی فرماتے تھے، محمد بن فرج مالکی نے اپنی کتاب اقضیۃ الرسول میں لکھا ہے: ابو ہریرہؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوجی مہم میں بھیجا اور حکم دیا کہ اگر تم فلاں اور فلاں کو پاؤ (یہ قریش کے دو شخصوں کے بارے میں ان کے نام لے کر فرمایا) تو ان کو آگ کے ساتھ پھونک ڈالو پھر ہم روانگی کے وقت آپ ﷺ سے رخصت ہونے کو آئے تو فرمایا میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ فلاں اور فلاں کو آگ سے پھونک ڈالو مگر آگ کے ساتھ خاص خداوند تعالیٰ ہی عذاب دے گا پس اگر تم ان کو پکڑ لو تو قتل کر ڈالو اور ان دونوں میں سے ایک سے ہبار بن اسود اور دوسرا نافع بن عبد عمرو تھا، وہ دونوں واقعہ بدر کے بعد حضرت زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جب کہ وہ مکہ سے مدینہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جا رہی تھیں۔ وہ قریش کے آدمیوں کی ایک جماعت میں مل کر گئے تھے، جو ان کے تعاقب میں تھے پس سب سے پہلے جوزی

طولی میں ان کے نزدیک پہنچے وہ ہبار اور اس کا ساتھی تھے اور وہ (حضرت زینبؓ) حاملہ تھیں۔ اونٹ پر ہودج میں بیٹھی تھیں۔ ہبار نے اونٹ کو لکڑی سے مارا تو حضرت زینبؓ گر پڑیں اور ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ ان کا دیور کنانہ ابن الربیع ان کے شوہر ابوالعاص ابن الربیع کا بھائی ان کے ساتھ آیا تھا وہ ان کے اونٹ کی مہار تھامے ہوئے تھا اور اس کے ساتھ اس کی کمان تھی اور ترکش تھا جب انہوں نے اس کو آلیا تو اس نے اپنی بھاوج کو اپنے حال پر چھوڑا اور اپنے ترکش کو کھول ڈالا اور کہا واللہ جو شخص بھی میرے قریب آئے گا میں اس کو تیر کے نشانہ پر لے لوں گا، اسی حمل کے قصاص میں آپ ﷺ نے یہ حکم جاری کیا تھا۔ بعد میں. حکم واپس لے لیا اور اس کا سبب بھی بیان کر دیا۔ (۷۱)

آپ ﷺ کا اپنے اہلِ بیتؓ سے احتساب کا آغاز کرنا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے اپنا احتساب کرتے تھے پھر احتساب کا آغاز ہر مسئلہ میں اپنے گھر سے کرتے، اس کے بعد اپنے صحابہؓ کا احتساب کرتے۔ رحمت عالم ﷺ کو جب یہ حکم ہوا کہ اپنے خاندان کے قریبی رشتہ داروں کے آگے حق پیش کرو اور ان کو عذاب الٰہی سے ڈراؤ تو آپ ﷺ نے اپنے پورے قبیلہ و خاندان کو جمع کر کے فرمایا! یا معشر قریش! یا معشر بنی عبدمناف! یا معشر بنی عبدلمطلب! اے فاطمہ محمد کی بیٹی! تم سب اپنے آپ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ، کیونکہ میں تمہیں قیامت کے دن کچھ بھی نفع و نقصان نہ پہنچا سکوں گا، اے فاطمہؓ تجھے مجھ سے صرف جسمانی تعلق ہے اور میں رستے کی بیل کو صرف دنیا ہی میں سرسبز و شاداب رکھ سکوں گا۔ (۷۲)

یہ ایک عام احتساب تھا، ورنہ آپ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ ازواج مطہراتؓ اور اپنے اہلِ وعیال کو نیکی کی ترغیب دیتے تھے اور برائی سے روکتے رہتے تھے۔ حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ایک رات اٹھے اور فرمایا: سبحان اللہ! اسمان سے فتنہ و فساد کی بارش ہو رہی ہے۔ اور برکات و فضائل کے خزانے کھل گئے ہیں۔ حجروں میں سونے والوں (ازواج مطہرات) کو جگادو کیونکہ دنیا کی بہت سے کپڑے پہنے والی عورتیں آخرت میں برہنہ نظر آئیں گی۔ ایک مرتبہ بچپن میں حضرت حسینؓ نے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی،

آپ ﷺ کی نگاہ پڑی تو فوراً ٹوکا "کخ کخ" کیا تمہیں خبر نہیں کہ ہمارا خاندان صدقہ نہیں کھاتا۔(۷۳)ایک رات آپ ﷺ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے پاس آئے اور فرمایا:تم لوگ اٹھ کر تہجد نہیں پڑھتے؟اس پر حضرت علیؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ہماری نیند اور بیداری تو اللہ کے اختیار میں ہے،اگر وہ جگائے گا تو جاگیں گے۔اس پر آپ ﷺ خاموش ہو گئے،مگر اپنی ران پر افسوس کے ساتھ ہاتھ مارا اور یہ آیت مبارکہ پڑھی:و کان الانسان اکثر شیء جدلاً - (۷۴)آدمی بڑا ہی جھگڑالو واقع ہوا ہے۔یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ معاشرہ میں پاکیزگی پیدا کرنے میں پردہ اہم کردار ادا کرتا ہے۔یہ عورت کی زینت بھی ہے اور حفاظت بھی ہے اس کے ذریعہ وہ فتنہ وفساد سے دور رہتی ہے۔اس کی اہمیت کا اس سے اندازہ لگائیں کہ:ایک مرتبہ ایک نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں آئے۔اس وقت ازواج مطہراتؓ میں غالباً حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ آپ ﷺ کے پاس بیٹھی تھیں۔آپ ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا "تم پردہ میں ہو جاؤ" اس پر انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول ﷺ وہ تو نابینا ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم بھی نابینا ہو،اس کو دیکھتی نہیں ہو۔غور فرمائیں کہ حضور اقدس ﷺ کی ازواج مطہراتؓ ہیں،امہات المومنین ہیں،دوسری طرف ایک نابینا صحابیؓ ہیں،اس حال میں کون سے وسوسہ کا احتمال ہوسکتا ہے مگر پھر بھی اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے پردہ کا کس درجہ اہتمام کرایا۔چنانچہ ہر صورت میں پردہ کا اہتمام کیا جائے۔(۷۵)

آپ ﷺ کا سرکاری اہلکار کا احتساب کرنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنو اسد کے ایک شخص کو قبیلہ ازد سے زکوٰۃ کی وصولی کے لئے مقرر فرمایا۔وہ جب زکوٰۃ لے کر واپس آیا تو اس نے کچھ مال اپنے لئے روک لیا اور کہا کہ یہ میرے لئے ہدیہ کے طور پر دیا گیا ہے اور باقی آپ لوگوں کا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر برہم ہوئے اور یہ خطاب فرمایا:

مالی استعمل الرجل منکم فیقول : ھذا لکم
وھذا لی ھدیۃ الا جلس فی بیت اُمہ لیھدیٰ لہ
والذی نفسی بیدہٖ لا یأخذاحد منکم شیئا

بغیر حق الا اتی اللّٰہ یحملہ فلا یاتین احد کم
یوم القیٰمۃ ببعیر لہ رغاء اوبقرۃٍ لھا خوار او شاۃ
تیعر ۔ (۷۶)

کیا بات ہے کہ جس شخص کو میں عامل مقرر کرتا ہوں وہ کہتا ہے یہ تمہارے لئے ہے اور یہ میرے لئے ہدیہ ہے وہ اپنی ماں کے گھر میں نہ بیٹھا رہا کہ ہدیہ اس کے پاس آجاتا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے جو شخص بھی کوئی چیز بغیر حق کے لے گا وہ اللہ کے ہاں اس مال کو اپنے اُوپر لادے ہوئے آئے گا۔ تو دیکھو تم میں سے کوئی شخص قیامت کے دن اپنی گردن پر اونٹ، گائے یا بکری کو اٹھائے ہوئے نہ آئے اس حال میں کہ یہ جانور چیخ رہے ہوں۔

آپ ﷺ کا بھوکے شخص کو سزا دینے پر احتساب کرنا: عباد بن شرجیلؓ بیان کرتے ہیں، مدینہ میں ایک سال سخت قحط پڑا، مجھے اسی سال مدینہ جانے کا اتفاق ہوا، جب وہاں پہنچا (بھوک سے نڈھال تھا) کہ میرا گزر ایک باغ پر سے ہوا (وہ انگوروں کا باغ تھا) میں نے باغ میں جا کر انگور کا ایک خوشہ توڑا اور اُسے کھالیا کچھ اور خوشے توڑ کر اپنی چادر میں رکھ لئے چلنے کو تھا کہ باغ کا مالک آن پہنچا آتے کے ساتھ ہی اُس نے مجھے پکڑ لیا مجھے نہ صرف اس نے مارا بلکہ میرے کپڑے بھی چھین لئے، میں اسی حالت میں جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا آپ ﷺ کی خدمت میں بیان کیا۔ آپ ﷺ نے باغ کے مالک کو بلوا کر کہا۔ جب یہ شخص بھوکا تھا تو تو نے اسے کھانا کیوں نہیں دیا۔ اور اگر وہ بے علم تھا تو تو نے (مارنے کے بجائے) اُسے بتایا کیوں نہیں (کہ ایسا کرنا جرم ہے) میرا حکم سن لو، جاؤ اور اس کے کپڑے واپس کردو۔ اس کے ساتھ ایک وسق غلہ بھی (بطورِ تاوان) اس کے حوالے کردو۔ (۷۷)

آپ ﷺ کا مالک کی اجازت کے بغیر پھل توڑنے والے کا احتساب کرنا: رافع بن عمرو الغفاریؓ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک انصاری کے کھجور کے درختوں سے کھجور حاصل کرنے کے لئے پتھر مارے۔تو اس کا مالک آ گیا۔اور مجھے پکڑ کر جناب سیدالکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا، اور سارا واقعہ حضور ﷺ کو سنایا۔اس پر جناب رسالتمآب ﷺ نے فرمایا: اے لڑکے! تو درخت پر پتھر کیوں مار رہا تھا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ کھجور حاصل کر کے کھانے کے لئے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: دیکھو! (کھجور کو) پتھر نہ مارا کرو، البتہ جو کھجور زمین پر گری پڑی ہوا سے اٹھا کر کھالیا کرو۔(۷۸)

آپ ﷺ کا حدود اللہ میں سفارش کرنے والے کا احتساب کرنا: قریش کو ایک مخزومی عورت کی وجہ سے بڑی فکر ہوئی (وہ چوری میں گرفتار ہوئی تھی) وہ کہنے لگے اس کے مقدمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کون عرض کرے، تاکہ اس کا ہاتھ نہ کاٹیں اور کوئی سزا دیں یا معاف کر دیں) لوگوں نے کہا بھلا اتنی جرأت اسامہؓ کے سوا اور کون کر سکتا ہے وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ہیں۔کہہ سکتے ہیں، خیر اسامہؓ نے اس کے باب میں عرض کیا آپ نے (غصے سے) فرمایا ارے تو اللہ کی حد میں سفارش کرتا ہے اس کے بعد آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ سنایا فرمایا لوگو تم سے پہلے اگلی امتیں یوں ہی تو گمراہ ہو گئیں۔وہ یہ کرتے جب کوئی شریف آدمی ان میں چوری کرتا اس کو تو چھوڑ دیتے اور جب کوئی غریب (بے وسیلہ) آدمی چوری کرتا اس پر اللہ کی حد قائم کرتے خدا کی قسم اگر فاطمہؓ بنت محمد ﷺ کی بیٹی بھی چوری کرے تو محمد ﷺ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالے گا۔(۷۹) اس واقعہ پر اسامہؓ انتہائی شرمندہ ہوئے اور کہتے تھے کاش میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا۔

آپ ﷺ کا اسلامی احکام کے غلط استعمال پر احتساب: محمود بن لبید سے روایت ہے ایک دفعہ آپ ﷺ کو اطلاع دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی ہے ایک ہی مجلس میں تو آپ ﷺ جلال میں آ گئے اور فرمایا! کیا اللہ کی کتاب کے ساتھ بھی مزاق کیا جا رہا ہے۔حالانکہ ابھی تو میں تمہارے درمیان موجود ہوں یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا حکم ہو تو میں اسے قتل کر دوں۔(۸۰)

آپ ﷺ کا عبادت میں غلو کرنے والوں کا احتساب کرنا: ایک صحابی غار کو دیکھ کر گوشہ نشینی رہبانیت کی طرف مائل ہوئے تو فرمایا میں یہود و نصاریٰ کا مشکل دین لے کر نہیں آیا بلکہ ابراہیم کا آسان دین لے کر آیا ہوں کچھ صحابہ نے ساری زندگی نماز، روزوں میں گذارنی چاہئے تو آپ ﷺ نے منع کر دیا، فرمایا اسلام حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا دین ہے۔ سفر میں قصر کرنے والوں اور روزہ افطار کرنے والوں کی تعریف کی اور فرمایا جو میری سنت سے روگردانی کرتا ہے وہ میری امت میں سے نہیں ہے۔(۸۱)

آپ ﷺ کا معاشی امور میں احتساب کرنا: **عن ابی هريرة قال مر رسول الله ﷺ برجل يبيع طعاما فادخل يده فيه فاذا مغشوش فاذا فقال رسول الله ﷺ ليس منامن غش - (۸۲)**

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے آنحضرت ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو اناج بیچ رہا تھا، آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس کے اندر ڈالا دیکھا تو وہ اندر سے گیلا (تر) ہے، آپ ﷺ نے فرمایا جو کوئی دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں ہے، یعنی جو دھوکہ دہی کے ذریعہ خرید وفروخت کرتا ہے اس کا تعلق مسلمانوں سے نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح جو شخص مقروض دنیا سے رخصت ہوتا آپ ﷺ خود اس کا جنازہ نہیں پڑھتے، صحابہؓ سے کہتے تم پڑھ لو تاکہ لوگ اس احتساب کے سبب زندگی ہی میں قرض ادا کردیں۔(۸۳)

آپ ﷺ کا مرے ہوئے غیر مسلم کی مذمت پر احتساب کرنا: حضرت حسان نے علقمہ بن علاثہ کی مذمت پر اشعار پڑھے تو فرمایا:

يا حسان لا تنشد نی مثل هذا بعد اليوم- (۸۴)

اس قسم کا شعر آئندہ مجھے مت سنانا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سعید بن عاص کی قبر

دیکھ کر کہا اللہ اس کی قبر پر لعنت کرے (یہ اسلام کے دشمن تھے) ان کے دونوں مسلمان بیٹوں نے آپ ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے احتساب کرتے ہوئے فرمایا جب منکروں کا ذکر کرو تو عام انداز میں کرو، کسی کا خاص نام لے کر نہ کرو، اسی طرح آپ ﷺ نے بدر کے مشرک مقتولوں کو برا کہنے سے بھی روک دیا تھا۔ (۸۵) تاکہ نومسلموں کی دل شکنی نہ ہو۔

آپ ﷺ کا بچوں سے محبت وشفقت نہ کرنے والوں کا احتساب کرنا: صحیح بخاری کی روایت ہے ایک اعرابی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ حضرت حسنؓ کو پیار کر رہے تھے۔ اسے حضور ﷺ کا یہ طرز عمل وقار کے خلاف معلوم ہوا تو کہنے لگا: آپ ﷺ بچوں کو پیار کرتے ہیں۔ میرے بھی بچے ہیں لیکن میں نے کبھی پیار نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے اس کا احتساب کرتے ہوئے فرمایا: **او املک لک ان نزع اللّٰہُ من قلبک الرحمة** - (۸۶) کیا تیرے لئے میرے بس میں ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحمت ہی کھینچ لی۔ اقرع بن حابس نے جب بچوں کو پیار کرنے کے سلسلے میں اس طرح کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: **من لا یرحکم لا یرحکم** (۸۷) جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

آپ ﷺ کو بچوں سے جو محبت وشفقت تھی اس کی تفصیلات کتب حدیث میں منقول ہیں۔ انسؓ فرماتے ہیں:

> میں نے کسی امام کے پیچھے حضور ﷺ سے زیادہ مختصر اور مکمل
> نماز ادا نہیں کی۔ وہ بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز کو
> مختصر کر دیتے کہ کہیں اس کی ماں پریشان نہ ہو۔ (۸۸)

آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب فصل کا نیا میوہ خدمت اقدس میں پیش ہوتا تو حاضرین میں جو سب سے کم عمر بچہ ہوتا پہلے اسے عنایت فرماتے۔ (۸۹) جابر بن سمرۃؓ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے پیچھے نماز ادا کی۔ فارغ ہو کر جب آپ ﷺ گھر چلے تو میں بھی ساتھ ہولیا۔ ادھر سے چند اور لڑکے نکل آئے۔ آپ ﷺ نے سب کو پیار کیا اور مجھے بھی پیار کیا۔ (۹۰) جنگ کی حالت میں بچوں کی حفاظت اسلامی طرز عمل ہے اور حضور ﷺ نے بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔ (۹۱) بچوں پر

شفقت کا اندازہ ام خالد کی روایت سے ہوتا ہے۔ وہ کہتی ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ آئی اور میں نے زرد رنگ کی قمیص پہنی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے سنہ فرمایا۔ حبشی زبان میں حسنہ کو سنہ کہتے ہیں۔ (ام خالد) کہتی ہیں کہ میں مہر نبوت سے کھیلنے لگی تو میرے والد نے مجھے سختی سے روکا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کھیلنے دو پھر آپ ﷺ نے متعدد بار فرمایا کہ اس کے ساتھ خوب کھیلو۔ عبداللہ کہتے ہیں. کہ وہ کھیلتی رہیں، حتیٰ کہ وہ میل کی وجہ سے سیاہی مائل ہوگئی۔ (۹۲)

اسامہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک زانو پر مجھے اور دوسرے پر حسنؓ کو بٹھالیتے اور پھر دونوں زانوں ملا کر کہتے:

اللهم ارحمهما فانی ارحمهما ۔ (۹۳)

خداوند! ان دونوں پر رحم کر کیونکہ میں ان دونوں پر رحم کرتا ہوں۔

شفقت و محبت کے اس رویے کو آپ ﷺ نے مسلم معاشرے کی خصوصی پالیسی قرار دیا۔ ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا:

لیس منامن لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا ۔ (۹۴)

وہ شخص ہماری جماعت میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی عزت نہ کرے۔

آپ ﷺ نے ایذاء پہنچانے والے پڑوسی کے احتساب کا طریقہ سکھایا: ایک شخص نے حاضر ہوکر حضور اکرم ﷺ سے شکایت کی کہ میرا پڑوسی مجھے تکلیف دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اپنا تمام سامان گھر سے نکالکر گھر سے باہر رکھدے اس شخص نے ایسا ہی کیا اور راستہ میں اپنا مال واسباب ڈال کر وہیں بیٹھ گیا، اب جو شخص اِدھر سے گزرتا وہ پوچھتا کہ گھر سے باہر کیوں بیٹھے ہو؟ یہ سبب بیان کرتا وہ شخص اس پڑوسی کو برا بھلا کہتا ہوا چلا جاتا۔ پڑوسی کو جب اس کا علم ہوا تو وہ اس کے پاس آیا اور اس سے معافی تلافی کر کے اسے گھر واپس لے آیا اور یہ عہد کیا کہ آئندہ میں تم کو پریشان نہیں کروں گا۔ (۹۵)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسی کی ایذ رسانی کے جواب میں ایذاء پہنچانے

کی اجازت نہیں دی بلکہ اس کے خلاف شریفانہ احتجاج کرنے کی ہدایت فرمائی۔ جسے آج کل کی اصطلاح میں دھرنا مارنا کہا جاتا ہے اور اسلامی اصطلاح میں معاشرتی احتساب کہا جاتا ہے اور یہ پرامن احتجاج کامیاب ہوا۔

خواتین اور نظام احتساب

میں اپنے مقالہ کے اختتام پر بحیثیت خاتون نظامِ احتساب میں خواتین کے کردار پر اختصار کے ساتھ خصوصی توجہ مبذول کرانا چاہوں گی، ڈاکٹر ایم ایس ناز لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں سمراء بنت نھیک الأسدیہ نامی ایک خاتون فریضہ احتساب انجام دیتی تھیں۔(۹۶)ابن حزم نے لکھا ہے کہ عمر بن خطابؓ نے الشفاء بنت عبداللہ عدویہ کو بازار کا محتسب مقرر کیا تھا۔(۹۷) عبدالکریم زیدان لکھتے ہیں بازار کا محتسب امر بالمعروف نہی المنکر اور بازار سے متعلق امور کے لئے مقرر کیا تھا اور اس فریضہ کی ادائیگی مرد عورت کے اختلاط کے بغیر ممکن نہیں ہے، لہٰذا اختلاط کی یہ قسم جائز ہوگی۔(۹۸) امام ابوحنیفہ کے نزدیک عورت ان تمام صورتوں میں قاضی بن سکتی ہے جن صورتوں میں گواہ بن سکتی ہے۔ لہٰذا ان تمام صورتوں میں محتسب بھی بن سکتی ہے۔(۹۹) حضرت علیؓ نے فتح مکہ کے موقع پر اُم ہانی کی ہبیرہ کو دی ہوئی امان کو تسلیم کرنے سے انکار کیا اور قتل کے درپہ ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے علیؓ کا احتساب فرماتے ہوئے کہا جسے ام ہانی نے پناہ دی اسے ہم نے پناہ دی گویا آپ ﷺ نے عورت کی حیثیت کو تسلیم نہ کرنے پر احتساب فرمایا اور عورت کا مقام بھی متعین کردیا۔(۱۰۰)

جن لوگوں نے خواتین کی مرضی کے خلاف ان کا نکاح کیا آپ ﷺ نے اسے ختم کرادیا۔ متعدد روایات میں سے ایک روایت ہے خنساء بنت جذام انصاریہ کا نکاح ان کے والد نے بغیر خنساء کی اجازت کے کردیا۔ آپ ﷺ نے احتساب کرتے ہوئے اسے ختم کرا دیا۔ اسی قسم کے مختلف خواتین کے واقعات عبداللہ محمد بن فرج مالکی نے اپنی کتاب میں نقل کئے ہیں دیکھئے۔(۱۰۱) عرب معاشرہ سمیت دنیا بھر میں خواتین سے بدسلوکی کی جاتی تھی، آپ ﷺ نے آٹھ بیوہ عورتوں سے نکاح کر کے انہیں معاشرہ میں اعلیٰ مقام دیا اور لوگوں کو

توجہ دلائی کہ بیوہ کی خدمت جہاد کے برابر ہے۔(۱۰۲) اگر کسی خاتون سے کوئی نازیبا جملہ نکل جاتا تو فوراً احتساب کرتے جیسے حضرت عائشہؓ سے حفصہؓ کی شان میں نکل گیا تھا۔(۱۰۳) حضرت عائشہؓ نے چور کو بددعا دی تو احتساب کرتے ہوئے فرمایا اس کے بوجھ کو ہلکا نہ کرو۔(۱۰۴) ام حمید ساعدیہ نے مسجد میں نماز کی ادائیگی کی اجازت مانگی تو فرمایا گھر کے انتہائی کونہ میں ادا کرنا بہتر ہے۔(۱۰۵) صرف یہی نہیں بلکہ حجۃ الوداع کے موقع پر نصیحت کرتے ہوئے فرمایا عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے ساتھ لیا ہے اور اللہ کے کلمہ کے ذریعہ حلال کیا ہے۔(۱۰۶) اس اخروی احتساب کی طرف توجہ اس لئے دلائی کہ عورت کمزور ہے اور طاقت ور ہی کمزور سے زیادتی کرتا ہے۔ اگر دنیا میں بدلہ نہ بھی ملے تو آخرت میں اس زیادتی کا بدلہ ادا کرنا پڑے گا۔

اُخروی احتساب: اسلام نے دنیاوی احتساب کو موثر بنانے کے لئے اخروی احتساب کا تصور بھی رکھا ہے۔ جس کے بغیر دنیاوی احتساب موثر ہو ہی نہیں سکتا اور اس بارے میں واضح ہدایات فرمائی ہیں۔ سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا: ہم نے ہر انسان کا عمل اس کے گلے کا ہار کر رکھا ہے۔ پھر قیامت کے دن اس کا اعمال نامہ اس کے سامنے کر دیں گے۔ جسے وہ کھلا ہوا دیکھ لیں گے اور کہا جائے گا اپنا اعمال نامہ خود پڑھ لے اور اپنا محاسبہ کر لے۔(۱۰۷) نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن جب تک ہر شخص سے اس کی زندگی کی مصروفیات، جوانی، بڑھاپہ، مال و متاع اور عمل کے بارے میں نہیں پوچھ لیا جائے گا اس وقت تک کسی کی جان نہیں چھوٹے گی۔

احتساب سے بچنے کا طریقہ: پہلا طریقہ: آپ ﷺ نے بتایا کہ اپنے سے کم درجہ کے لوگوں پر نگاہ رکھو تو حسد نہیں ہوگا۔(۱۰۸) حسد بھی فتنوں کی بنیاد ہے۔

دوسرا طریقہ: بتایا مسلم کی روایت ہے فرمایا: **والا ثم ماحاکم فی نفسک** (۱۰۹) گناہ اور نیکی کا فیصلہ کرنے کے لئے ہر شخص کے ساتھ دل کا آلہ لگا ہوا ہے۔ جب یہ کھٹکے فوراً رک جاؤ یہ علامت ہے خطرہ کی۔

تیسرا طریقہ: یہ بتایا کہ **فیحسب الحاسب**. (۱۱۰) ہر شخص کو بالخصوص جو محتسب کے

منصب پر ہو اسے کثرت سے دنیا میں اپنے اعمال کا احتساب کرنا چاہئے۔

چوتھا طریقہ: یہ ہے کہ دنیاوی و اخروی احتساب سے بچنے کے لئے دعا کرتا رہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے حضور ﷺ کو اکثر نمازوں میں یہ دعا فرماتے سنا۔:

اللھم حاسبنی حساباً یسیرا ۔(۱۱۱)

اے اللہ مجھ سے آسان محاسبہ کی جیو۔

تو میں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے نبی آسان محاسبہ سے حضور ﷺ کی کیا مراد ہے؟ فرمایا: اے عائشہ آسان محاسبہ یہ ہے کہ اللہ بندہ کا اعمال نامہ ملاحظہ فرماتے وقت درگزر سے کام لیں۔ اے عائشہ اگر کہیں احتساب کے وقت ایک ایک چیز کی چھان بین ہو تو بس وہ ہلاک ہوا۔(۱۱۲)

آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ ہم سب کو دنیاوی و اخروی احتساب سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

حواشی و حوالہ جات

۱۔ شان محمد، میاں عابد احمد (ادارہ ادب و ثقافت لاہور ۱۹۸۸ء) ص/۱۴،

۲۔ تجلیات سیرت ڈاکٹر حافظ محمد ثانی، (فضلی سنز، اردو بازار کراچی ۱۹۹۶ء) ص ۱۰۹،

۳۔ ایضاً، ص ۱۰۹،

۴۔ اسلامک چوائس (انگریزی) (مطبوعہ عائشہ باوانی وقف کراچی) ص/۸۱،

۵۔ ''م'' کی پیش ''ت'' کی زبر اور ''س'' کی زیر کے ساتھ،

۶۔ ہفت زبانی لغات (مرتبین: اشفاق احمد/ محمد اکرم چغتائی/ فضل قادر فضلی، ص ۶۳۴، لاہور ۱۹۷۴ء مرکزی اردو بورڈ،

۷۔ فرہنگ آصفیہ/ نور اللغات/ مہذب اللغات، بذیل حرف،

۸۔ وہ اسم جس سے کسی شخص یا شئے کی کوئی خاص حالت یا کیفیت معلوم دیکھئے عبدالحق ،قواعد اردو، ص ۶،

۹۔ دیکھئے: آصفیہ/ نور اللغات/ مہذب اللغات، بذیل حرف،

۱۰۔ ملاحظہ ہو: فرہنگ فارسی/ فرہنگ نظام/ اور دیگر فارسی لغات،

۱۱۔ المعجم الوسیط، ج ا/ص ۱۷۲،

۱۲۔ Platts. T. John, A Dictionary of urduclassical Hindi and English, p 1007, (London, 1960)

۱۳۔ نور الحسن مولوی، نور اللغات، ج ۴/ص ۳۱۰،

۱۴۔ فیروز الدین مولوی، فیروز اللغات اردو، ص ۱۰۹۱، لاہور، فیروز سنز،

۱۵۔ بدخشانی، مقبول بیگ، علمی اردو لغت، ص ۸۱،

۱۶۔ الرائد (رائد الطلاب) ص ۳۳۴،

۱۷۔ المعجم الوسیط، ج ا/ص ۱۷۱،

۱۸۔ عبدالرحیم (مترجم) مدینہ کانفرنس، اردو ترجمہ منتخب مختار الکونین، ص ۱۲۴/ لاہور ۱۹۱۴ء، مکتبہ آزاد،

۱۹۔ الحسبہ فی الاسلام، ص ۱۱، ابن تیمیہ،

۲۰۔ الطرق الحکمیہ، ص ۲۳۶،

۲۱۔ المدینۃ المنورہ، ص ۱۴،

۲۲۔ Fallon, S.W; A Hindustani- English law and Commercial Dictionary, P. 242. (London, 1879.)

۲۳۔ A Dictionary of Urdu, Classical Hindi and English, P 1007

۲۴۔ Steingass, F; Persian- English Dictionary, p 1183-841 A Hindustani English.

۲۵۔ Law and Commercial Dictionary, P 2421 A Dictionary of urdu, Classical Hindi and English, p-1007,

۲۶۔ قطر المحیط، ص ۴۹۹،

۲۷۔ صدیقی، منظور الحق: ماثر الاجداد، ص ۲۸، لاہور ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۴ء المکتبہ السّلفیہ،

۲۸۔ صاحب ماثر الاجداد نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے دور حکومت کی ایک تحریر مورخہ ۲، مئی ۱۸۲۹ء مطابق ۲۷ شوال ۱۲۴۴ھ کے حوالے سے بتایا ہے کہ نرخ نویس (محتسب) کا حق الخدمت ایک آنہ فی دکان، آدھ سیر غلہ فی گاڑی، پاؤ سیر فی اونٹ یا ایک چھٹانک فی مرکب ہوتا تھا۔ (ص ۲۸) اور دوسرے حوالہ کے لئے دیکھئے Patrick Hughes Thomas; A Dictionary of Islam, P-418, Lahore 1964.

۲۹۔ الاحکام السلطانیه امام علی بن حبیب الشافعی (مطبوعه قاهرة ۱۹۷۳ء) ، ص ۳۷، اور الاحکام السطانیه أبی یعلی محمد بن الحسین الفراء الحنبلی (مطبعة الحلبی المصر ۱۳۵ھ)، ص ۲۸۴،

۳۰۔ احیاء علوم الدین امام غزالی (مطبعۃ العامرۃ الشریفۃ مصر ۱۳۲۶ھ)، ج ۲/ص ۳۲۴،

۳۱۔ مقدمہ ابن خلدون، ابن خلدون (مطبوعہ بیروت ۱۹۷۱ء) باب سوم فصل ۳۱/ص ۱۸۸،

۳۲۔ اسلام میں پولیس اور احتساب کا نظام ساجد الرحمٰن صدیقی، (مرکز تحقیق دیال سنگھ لائبریری لاہور، طبع اول ۱۹۸۸ء) ص ۱۰۴،

۳۳۔ المنجد فی اللغۃ والا علام نولیس معلوف (دار المشرق بیروت ۲۶ واں ایڈیشن ۱۳۲۴ھ) ج ۱/ص ۳۶۸، اور القاموس الجدید مولانا وحید الزماں قاسمی)ادارہ اسلامیات لاہور طبع اول ۱۹۹۰ء) ص ۴۵۲،

۳۴۔ سیرت نگاری عبدالعزیز عرفی (مطبوعہ گیلانی پبلیشرز کراچی طبع اوّل ۱۹۹۰ء) ص ۲۳،

۳۵۔ ایضاً، ص ۲۴،

۳۶۔ فیروز اللغات، مولوی فیروز الدین (فیروز سنز لاہور، بیسواں ایڈیشن ۱۹۶۴ء) ص ۷۸۵، اور مہذب اللغات مھذب لکھنوی (سرفراز قومی پریس لکھنو) ج ۷/ص

۶۷، اور فرہنگ کارواں (فضل الٰہی مکتبہ کارواں لاہور)، ص ۴۶۴،

۳۷۔ سیرت نگاری عبدالعزیز عرفی، ص ۲۵،

۳۸۔ سورۃ طٰہٰ، آیت ۲۱،

۳۹۔ سورۃ والتین، آیت ۵،

۴۰۔ سیرت نگاری عبدالعزیز عرفی، ص ۲۷،

۴۱۔ سورۃ الاحزاب، آیت ۲۱،

۴۲۔ سورۃ القلم، آیت ۴،

۴۳۔ سورۃ الاحزاب، آیت ۴۶،

۴۴۔ عجالہ نافعہ، شاہ عبدالعزیز محدث دھولی، (مترجم وشارح ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ۱۹۶۴ء) ص ۱۴/ص ۴۸،

۴۵۔ تدوین حدیث مناظر احسن گیلانی، (مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۹۹۷ء) ص ۸،

۴۶۔ ایضاً، ص ۹،

۴۷۔ اسلام کا نظام حکومت، مولانا حامد الانصاری غازی، (مکتبہ عالیہ لاہور ۱۹۸۷ء) ص ۹۶،

۴۸۔ سہ ماہی منہاج اسلامی نظام عدل نمبر حصہ دوم، محمد متین ہاشمی (مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، جنوری ۱۹۸۴ء) ص ۵۳ تا ۵۶،

۴۹۔ سورۃ الانفال، آیت ۲۵،

۵۰۔ سورۃ المائدہ، آیت ۸،

۵۱۔ سورۃ النساء، آیت ۱۳۵،

۵۲۔ سورۃ آل عمران، آیت ۱۱۰،

۵۳۔ فتاویٰ ابن تیمیہ (مطبوعہ سعودی عرب) ج ۲۸/ص ۶۶،

۵۴۔ کشاف اصطلاحات الفنون، محمد علی تھانوی، (مطبوعہ حیدرآباد دکن)

۵۵۔ ماھنامہ ترجمان القرآن لاہور، جون ۱۹۹۹ء/ص ۶، بحوالہ سنن ابوداؤد،

۵۶۔ ایضاً، بحوالہ مشکوۃ المصابیح،

۵۷۔ ایضاً،

۵۸۔ ایضاً،

۵۹۔ ایضاً، بحوالہ المعجم الصغیر للطبرانی،

۶۰۔ ایضاً، بحوالہ مشکوۃ المصابیح،

۶۱۔ ایضاً،

۶۲۔ صحیح البخاری اُبوعبداللہ محمد ابن اسماعیل البخاری (مترجم محمد عادل خاں و محمد فاضل خان مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور ۱۹۷۹ء) ج ۳/ص ۷۵۶،

۶۳۔ سورۂ التحریم، آیت ۱،

۶۴۔ اخلاق رسول، مولانا اخلاق حسین قاسمی (مکتبہ رشیدیہ کراچی ۱۹۸۳ء) حصہ اول، ص ۱۰۳،

۶۵۔ سورۂ عبس، آیت ۱-۲،

۶۶۔ اخلاق رسول، مولانا اخلاق حسین قاسمی حصہ دوم، ص ۲۳۱-۲۳۲،

۶۷۔ اقضیۃ الرسول، عبداللہ محمد بن فرج مالکی قرطبی ترجمہ بنام دربار رسول ﷺ کے فیصلے، مترجم محمد عبدالرشید نقشبندی، مکتبہ خلیل اردو بازار لاہور) ص ۶۸،

۶۸۔ سیرت ابن ہشام مترجم عبدالجلیل (شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی طبع دوم ۱۹۶۶ء) ج ۱/ص ۶۷۹-۶۸۰،

☆ اور الرحیق المختوم مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری (المکتبۃ السلفیۃ لاہور ۱۹۸۷ء) ص ۳۳۷،

۶۹۔ سنن اُبوداوٗد۔ ابوداوٗد (اصح المطابع کراچی) کتاب الحدود، ج ۲/ص ۱۵۸،

۷۰۔ المصنف، عبدالرزق (المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۷۰ء)، ج ۹/ص ۴۶۹،

۷۱۔ اقضیۃ الرسول، ص/ ۱۶۹،

۷۲۔ شان سیدالمرسلین، عبدالرزاق جانگڑا، (مطبوعہ کراچی)، ص ۱۵۹، بحوالہ ترمذی،

۷۳۔ ایضاً، ص ۱۶۰،

۷۴۔ سورۂ الکھف، آیت ۸۲،

۷۵۔ شان سید المرسلین عبدالرزاق جانگڑا، ص ۱۱۴،
۷۶۔ صحیح البخاری کتاب الاحکام،
۷۷۔ سنن ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی (مترجم وحید الزماں ناشر اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور ۱۹۹۰ء) ج ۲/ص ۳۷،
۷۸۔ ایضاً، ج ۲/ص ۳۷،
۷۹۔ تیسیر الباری، ترجمہ وتشریح صحیح البخاری وحید الزمان (نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور ۱۹۹۰ء) کتاب الحدود باب کراهیة الشفاعة فی الحداذا رفع إلی السلطان/ ۲۴۹، ج ۶/ص ۳۱۴-۳۱۵،
۸۰۔ مشکوۃ المصابیح، ج ۲/ص ۱۰۱،
۸۱۔ شان سید المرسلین، عبدالرزاق جانگڑا، (مطبوعہ کراچی ۱۹۹۷ء) ص ۶۱-۶۲،
۸۲۔ سنن ابن ماجہ ج ۲/ص ۲۱۱،
۸۳۔ صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب ماجاء فیمن شیهد وعلیه دین،
۸۴۔ اخلاق رسول اخلاق حسین قاسمی، حصہ دوم، ص ۱۶۷-۱۶۸، بحوالہ کنز العمال، ج/ ۳، ص ۱۵۲،
۸۵۔ ایضاً، حصہ دوم، ص ۱۶۸-۱۶۹، بحوالہ احیاء العلوم، امام غزالی، ج ۳/ص ۱۰۴ اور ۱۰۷،
۸۶۔ صحیح البخاری کتاب الادب باب رحمة الولد وتقبیله، ۷/ ۷۵،
۸۷۔ ایضاً، اور مسلم کتاب الفضائل باب رحمة الصبیان والعیال ۷/ ۷۷،
۸۸۔ صحیح البخاری کتاب الاذان باب اخف الصلوٰة عند بکاء، ۱/ ۱۷۳،
۸۹۔ مسند احمد بن حنبل، ج ۳/ص ۴۳۵،
۸۰۔ صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب رائحة النبی ۷/ ۸۱۵،
۹۱۔ صحیح البخاری کتاب الجهاد باب قتل الصبیان فی الحرب ۴/ ۲۱،
۹۲۔ صحیح البخاری کتاب الجهاد باب من تکلم بالفارسية، ۴/ ۳۶،
۹۳۔ صحیح البخاری کتاب الادب باب وضع الصبی علی الفخذ، ۷/ ۷۶،

۹۴۔ جامع ترمذی کتاب البر والصلة باب ماجاء فی رحمة الصبیان، ۳۲۲/۴، اور سنن أبوداؤد کتاب الادب باب فی الرحمة ۲۳۳/۵،

۹۵۔ تفسیر ابن کثیر سورۃ نساء بحوالہ سنن أبوداؤد، ص ۵۷۱،

۹۶۔ اسلامی ریاست میں محتسب کا کردار، ڈاکٹر ایم ایس ناز (ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد ۱۹۹۹ء) ص ۱۷۸،

۹۷۔ المحلی ابن حزم، ج/۹، ص/۱۷۸،

۹۸۔ المفصل فی احکام المرأة والبیت المسلم فی الشریعة الاسلامیة الدکتور عبدالکریم زیدان (مؤسسة الرسالة بیروت ۱۹۹۴ء) ج/۳، ص/۴۲۷،

۹۹۔ اسلامی ریاست میں محتسب کا کردار ڈاکٹر ایم ایس ناز، ص/۱۷۸،

۱۰۰۔ سہ ماہی منھاج، حصہ دوم، اسلامی نظام عدل نمبر جنوری ۱۹۸۴ء، ص ۱۱۸،

۱۰۱۔ اقضیة الرسول ترجمہ دربار رسول ﷺ کے فیصلے، ص ۷۹،

۱۰۲۔ اخلاق رسول ﷺ اخلاق حسین قاسمی، حصہ اول، ص ۶۰،

۱۰۳۔ ایضاً، ص ۹۴،

۱۰۴۔ تفسیر ابن کثیر تفسیر سورہ نساء، ج/۱ ص ۵۷۱،

۱۰۵۔ معارف الحدیث مولانا محمد منظور نعمانی، ج ۳/ص ۱۸۹،

۱۰۶۔ الرحیق المختوم، صفی الرحمٰن مبارکپوری، ص ۳۴۷،

۱۰۷۔ سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۱۳-۱۴،

۱۰۸۔ ماہنامہ نقوش، رسول نمبر شارہ نمبر ۱۳۰ جنوری ۱۹۸۴ء، ج ۷/ص ۱۳۲،

۱۰۹۔ صحیح مسلم کتاب الآداب، باب تفسیر البر والاثم ج/۳، ص/۶۳۳،

۱۱۰۔ صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار/ ۴۵، اور مسند احمد، ج ۳/ حدیث نمبر ۳۰،

۱۱۱۔ مسند احمد بن حنبل، ج ۶/ حدیث نمبر ۴۸،

۱۱۲۔ ماھنامہ نقوش رسول نمبر، ج ۷/ص ۸۶،

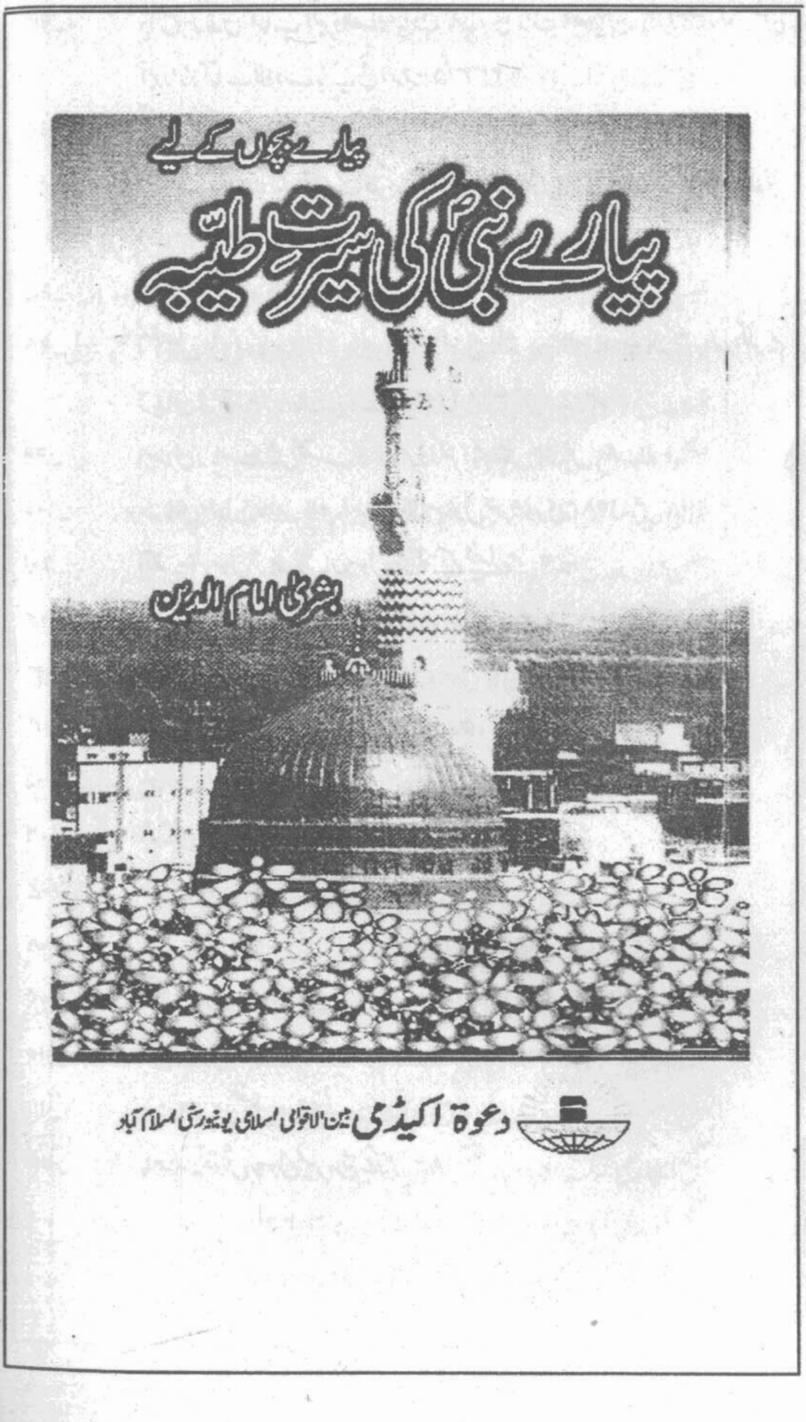

پیارے بچوں کے لیے
پیارے نبیؐ کی سیرتِ طیبہ
بشریٰ امام الدین
دعوۃ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد